ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-16

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر رخسانہ پروین

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، گورنمنٹ گریجویٹ کالج آف سائنس ملتان

آصف فرخی کی نظم نگاری: موضوعاتی اور ہئیتی مطالعہ

Dr. Rukhsana Parveen*
Assistant Professor, Department of Urdu, Govt Graduate College of Science, Multan.

***Corresponding Author:**

Asif Farrukhi's Poems: Thematic and Compositional Study

Asif Farrukhi is a multi dimensional creator. He has rendered valuable services in the field of fiction writing, criticism and translation but few people in literary world are aware that he also contributed to poetry and published a collection of prose poems. He presented various topics in his own style by his poems. Asif Farrukhi expressed the contemporary situations through his prose poems. He also described the crisis of the country and social situation of Karachi. Asif Farrukhi was an erudite man. He was not only proficient in different languages but also has a deep familiarity with the literature of these languages, so he has used various signs and symbols in his poems.His services are the most valueable asset of literature.

Key Words: *Asif Farrukhi, Poems, Tematic, Compositional, Fiction.*

بیسویں صدی کی ساتویں دہائی کے آغاز میں اردو میں نثری نظم کے موضوعات پر سنجیدگی سے غور کیا جانے لگا اور اسے عالمی سطح پر اعتبار بخشا گیا نثری نظم کی حمایت اور مخالفت پر مختلف توجیہات دلائل اور جواز پیش کیے گئے۔ اس بحث سے قطع نظر کہ نثری نظم کی ابتدا فرانسیسی شاعری سے ہوئی یا اس کا موجد بودلیئر ہے، بہت سے ناقدین اس بات پر متفق ہیں کہ نثری نظم کے اپنے مروجہ اصول وضوابط ہیں جس میں وہ لکھی جاتی ہے اور اس ہیئت میں شاعر اپنی داخلی کیفیات کا بھرپور اظہار کرسکتا ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-16

ماخذ تحقیقی مجلہ

محمد فخر الحق نوری لکھتے ہیں

"نثری نظم میں بھی ہر شاعری کی طرح علامتیں اور تصویریں اپنی مختلف جہتوں کے ساتھ ابھرتی ہیں بلکہ اس میں خارجی آہنگ کی عدم موجودگی کے باعث نغمگی کا جو فقدان ہوتا ہے اس کا تدارک بھی علامتوں اور تصویروں کے ذریعے کیا جاتا ہے نثری نظم نگار علامتوں اور تصویروں کو اساسی درجہ دیتے ہیں۔" (۱)

تبدیلی کا عمل ناگزیر ہوتا ہے جہاں سماجی اقدار میں تبدیلی آتی ہے وہیں شعور و فکر اور احساس میں بھی نمایاں تبدیلیاں نظر آتی ہیں اسی عمل سے شعر و ادب بھی متاثر ہوتا ہے احساس کی ترجمانی کے لیے نئے اسالیب اور ہیئتوں کا رواج پڑتا ہے۔ در حقیقت احساس ہی وہ خاص رویہ ہے جس کے وجود کو برقرار رکھنے کے لیے کسی مخصوص صورت کی ضرورت ہوتی ہے اور اس صورت کو ہم کسی سانچے میں محدود نہیں کر سکتے بس اس کا افہام و ابلاغ ہونا ضروری ہے۔ یہ حقیقت پھر اپنی جگہ اس امر کی موید ہے کہ اس کا اثر و تاثیر اور قبول کا عنصر بھی موجود ہو۔

ڈاکٹر محمد عارف خاں کے نزدیک

"نثری نظم میں موضوع کی ندرت اجمال اور اختصار کی خصوصیت کے ساتھ خیال کا تکاثف ایک ایسی خصوصیت ہے جو اسے نثری پیرائے کے باوجود حقیقی شاعری سے قریب تر کر دیتی ہے۔ یہاں حقیقی شاعری سے میرا مطلب شاعر کے طبع زاد شعری احساس سے ہے جو مخصوص لفظیات کے وسیلہ سے ہوتا ہے اور جس میں جذبے کی شدت کے ساتھ معنوی گہرائی اور گیرائی بھی ہوتی ہے۔"(۲)

صنعتی اور سائنسی دور کی پیچیدگیوں سے جب انسان نبرد آزما ہو رہا تھا، معاشرے کی شکست و ریخت اور قدریں بھی بدل رہی تھی تو پیش آنے والا ذہنی انقلاب اس بات کا متقاضی تھا کہ نالے کو پابند نے نہیں کیا جا سکتا

مخدوم منور نثری نظم کی حمایت میں کہتے ہیں

"آج کا عہد نثری نظم کا عہد ہے شاعری اپنے environment میں آگے بڑھتی ہے مروجہ اور متعینہ اصناف سے بغاوت خود نظم معری اور نظم آزاد ہی کی پیداوار ہے اور نثری نظم اس سے آگے کی تحریک ہے بلکہ یہ ترقی پسند تحریک کے بعد چوتھی اور آخری تحریک ہے۔"(۳)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-16

ماخذ تحقیقی مجلہ

یہی وہ دور تھا جب ڈاکٹر آصف فرخی آدمی اور آدمی کے گرد و پیش کے منظر نامے کو اپنی تخلیقات کا حصہ بنا رہے تھے۔ ان کی سیماب صفت طبیعت نے صرف افسانے کو ہی آشوب حیات کے اظہار کا وسیلہ نہیں بنایا بلکہ ان کی تخلیقیت کا اظہار کئی سطحوں پر ہوا۔ انھوں نے افسانہ نگاری میں اڑان بھری تو آتش فشاں پر گلاب کھلائے، اسم اعظم کی تلاش میں سینہ سینہ سفر کیا، معرکے سر کرنے کی آرزو میں دنوں کو گزارا، شاخ سے ٹوٹنے کی خلش کو بیان کیا اسی طرح ان کے ہاں سندھ کی سرزمین پر لکھی جانے والی کہانیوں اور وہاں کی معاشرتی صورتحال کے معنوی انسلاکات بھی توجہ طلب ہیں۔ تنقید نگاری کی طرف قدم اٹھایا تو اسے ایک نئی سمت و رفتار عطا کی، بطور مدیر دنیازاد کو نہایت سلیقے، دقت نظر اور متانت سے مرتب کرتے رہے اور اپنی صلاحیتوں کا بھرپور اظہار اس میں کرتے رہے یہاں تک کہ اس کا ایک معیار متعین کر دیا۔ ترجمے کی دنیا میں آئے تو اردو ادب کو ایک نئے جہان سے متعارف کروایا اور اعلیٰ درجے کے مترجم ٹھہرے۔ ان کے بارے میں یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ اپنے معاصرین میں سب سے زیادہ پڑھنے لکھنے والے اور غیر معمولی حافظہ کے مالک تھے۔ ایک ملاقات میں حسن منظر نے انکے حافظہ کے بارے میں رائے دی تھی کہ

"ان کی یادداشت اتنی حیرت ناک ہے کہ حوالہ دے کر جب چاہو جس مصنف اور اس کے کام کا نام پوچھ لو اس معاملے میں وہ بڑے کام کے آدمی ہیں"(۴)

ڈاکٹر آصف فرخی کے ان تمام ادبی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ ان کی شخصیت کا ایک پہلو ایسا بھی ہے جس سے ادبی دنیا نا آشنا ہے اور وہ آصف فرخی کی نظم نگاری ہے ہے۔ جب آصف فرخی کی نثری نظموں کا مجموعہ "اس وقت تو یوں لگتا ہے" (بحران کے دنوں میں نظموں کا سلسلہ) منظر عام پر آیا تو اس وقت وہ اپنی شخصیت اور اسلوب کے خاص انداز سے ہر ایک کو اپنی طرف متوجہ کر چکے تھے اور خاص طور پر افسانے کی دنیا میں اپنا مقام بنا چکے تھے۔ آصف فرخی کے چھ افسانوی مجموعے جو اپنے عہد کے آشوب تھے اور مجموعی معاشرتی صورتحال کے عکاس بھی تھے ان کے تخلیقی تجربوں کا حصہ بن چکے تھے، ایسے میں ۱۹۹۸ فضلی سنز پبلشرز نے ان کی نثری نظموں کا مجموعہ شائع کیا۔ اس مجموعے کا عنوان فیض احمد فیض کی نظم "اس وقت تو یوں لگتا ہے" سے لیا گیا ہے۔ اور آغاز میں اس نظم کے کے چند مصرعے درج ہیں۔

اس وقت تو یوں لگتا ہے اب کچھ بھی نہیں ہے
نہ مہتاب نہ سورج، نہ اندھیرا نہ سویرا

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-16

مانا کہ یہ سنسان گھڑی سخت کڑی ہے
لیکن میرے دل یہ تو فقط اک ہی گھڑی ہے
ہمت کرو جینے کو تو اک عمر پڑی ہے

اس مجموعے میں چھیالیس نثری نظمیں شامل ہیں۔ جن کے اظہار کے لیے انہوں نے مختلف فنی وسائل سے کام لیا ہے۔ آصف فرخی کی یہ نظمیں بحران کی صورتحال پر مبنی ہیں۔ ایسا بحران جو پورے ملک میں ایک غیر مستحکم صورتحال لیے پھیلا ہوا تھا یہ بحران فکری، معاشی، سیاسی، وجودی اور معاشرتی صورت لیے ہوئے تھا۔ زیادہ تر نظمیں ملک کے سیاسی بحران کی عکاسی کرتی ہیں۔ اس بحران کے سلسلے میں ہر فرد غیر متوقع صورتحال کا سامنا کرتا ہے۔ سیاسی ہلچل افراد پر کس طرح اثر انداز ہوتی ہے، یہ نظمیں اس کی بھرپور غماز ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کراچی شہر کے حالات اپنی نظموں میں اس طرح بیان کیے کہ وہ شہر کراچی کے آشوب بن گئے جہاں ہر لمحہ دہشت گردی ہے، قتل وغارت ہے، چاروں طرف پھیلی بارود کی بو ہے، اور لاوارث لاشیں ہیں گویا ایک آسیب ہے جو پورے شہر پر پھیلا ہوا ہے۔ آصف فرخی کی کاویژن بہت وسیع ہے اس لیے محسوس ہوتا ہے یہ ہمارے آج کے عہد کی ترجمانی ہے۔

جس زمانے میں ڈاکٹر آصف فرخی لکھ رہے تھے اس زمانے میں سیاسی وسماجی معاملات آویزش و تصادم کا شکار تھے۔ فضا میں تشنج کی کیفیت تھی۔

ایسے میں کراچی جیسا کاسموپولیٹن شہر جو آدم خوری کی بیماری میں مبتلا ہے جہاں آدمی نامعلوم ہے، گم ہو جانے والا بھی اور کر دینے والا بھی نامعلوم ہے شہر ہر لمحہ اندیشوں کے خطرے میں ہے۔ اس کا اظہار وہ اپنی نظم "اندیشہ شہر" میں اس طرح کرتے ہیں

پریل، لعل بخش اور اللہ ورایو
حکومت کی حالیہ تبدیلی سے
بہت پریشان ہیں
وہ روز صبح
سندھ سیکرٹریٹ میں
اپنے بیرک میں

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-16
ماخذ تحقیقی مجلہ

داخل ہونے سے پہلے
کن انکھیوں سے
اس اخبار کی چیختی ہوئی سرخی پر
نظر ضرور ڈال لیتے ہیں
جس کو وہ پڑھنا نہیں چاہتے
کراچی میں وسیع پیمانے پر
تخریب کاری کا اندیشہ
صبح کی روشنی اور سنکی ہوئی ڈبل روٹی کی خوشبو کی طرح
ایک اندیشہ سارے شہر میں پھیل جاتا ہے(۵)

اس اندیشے میں ایک خوف اور وسوسہ ہے کہ نہ نظر آنے والی آنکھیں سب دیکھ رہی ہیں
جو اس دیکھنے کو دیکھ رہا ہے
وہ کون ہے؟(۶)

آصف فرخی کے ہاں محسوسات تیز ہیں۔ خیالات لفظوں کا روپ دھار کر تفہیم کی منزلوں سے گزر کر پوری نظم پر اثر انگیزی کے ساتھ پھیل جاتے ہیں اور معنویت کی ایک نئی جہت پیدا کرتے ہیں۔ ان کی نظم "ایک عورت" عورت کی حسیت کی بھرپور ترجمانی کرتی ہے۔

شہر میں ایک عورت ہے
جو کہتی ہے اس کا وہی نام ہے
جو میرا نام ہے
میں ڈرتی ہوں کہ اس کا فون نمبر ڈائل کروں
تو اپنی ہی آواز سنائی دے
"معاف کیجئے
آپ کو یہ سہولت میسر نہیں کی گئی"(۷)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-16

ماخذ تحقیقی مجلہ

یوں محسوس ہوتا ہے اس عورت کے اندر ایک اور عورت چھپی بیٹھی ہے۔ یہ صرف عورت ہی نہیں بلکہ نا تمام خواہشیں اور تمنائیں ہیں جن کی تکمیل نہیں ہو پاتی۔ وہ آئینے پر پتھر مار کر اپنے اندر کے وجود کو کرچی کرچی کر دیتی ہے۔ زندگی کے اس کھیل تماشے کے لیے آصف فرخی "میوزیکل چیئر" کی علامت استعمال کرتے ہیں۔

میوزیکل چیئر میں
ہم دو کھلاڑی ہیں
اور کرسی ایک (۸)

باہر کی عورت کو زندگی کے اس کھیل میں سمجھوتہ کرنا ہے کیونکہ اس ایک کرسی پر یا تو باہر کی عورت اپنی خواہشات کی تکمیل کر سکتی ہے یا پھر اسے اپنے اندر کے وجود کو پاش پاش کرنا ہوگا اور تمام عمر اس ادھورے پن کے ساتھ جینا ہوگا۔

آصف فرخی کی نظموں میں علامت کا استعمال نظریاتی فنی اور فکری اعتبار سے قابل تحسین ہے ان کی علامات ہمیں زندگی کی اوگھٹ گھاٹیوں میں نہیں بھٹکاتیں بلکہ مستعمل لفظ اور علامتیں خوبصورت تہہ دار اور معنوی گہرائی سے لبریز ہیں ان کی نظم "واٹر مارک" میں جو کہانی بظاہر نظر آرہی ہے وہ حقیقی نہیں بلکہ نظم کا ایک ایک مصرع قاری کو ایک ایسی سطح پر لے آتا ہے جو نہایت فکر انگیز ہے۔

واٹر مارک دیکھتا ہوں
کہ قائداعظم کیسے ہیں
کئی دنوں سے وہ مجھے مٹے مٹے سے لگ رہے ہیں
کسی نوٹ میں ٹوپی ادھوری ہے
کسی نوٹ میں ان کا چہرہ

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

یہ قول کہ رزق حلال
عین عبادت ہے
ان کے چہرے سے دور ہونے لگا ہے (۹)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-16
ماخذ تحقیقی مجلہ

یہ خیالات اس بات کا اظہار ہیں کہ کہ شاعر پر اپنے عہد کی سیاسی سماجی آگہی اچھی طرح آشکار ہے وہ نظم میں بیان کرتے ہیں کہ ٹکسال والوں کا فیصلہ ہے کہ سکہ بنایا جائے تاکہ اسے اچھال کر فیصلے کیے جا سکیں۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ ملک میں اجارہ داریاں قائم ہیں۔ فکری بحران ہو چکا ہے ذہنوں پر جالے ہیں اور سرمایہ داریت کی خوفناک دھند چاروں طرف پھیل چکی ہے جس کے آر پار کچھ نظر نہیں آتا۔ آصف فرخی نے اپنی کتاب کے عنوان میں "بحران کے دنوں میں نظموں کا سلسلہ" کو بیان کیا تو مقام حیرت یہ ہے کہ وہ بحران جو چار دہائیاں پہلے آصف فرخی بیان کر رہے تھے اسی عنکبوت کے جال میں اسیر ہو کر ہم آج بھی تڑپ رہے ہیں آصف فرخی کی دو نظمیں "لڈو" اور "تازہ خبر" ملک کے سیاسی بحران کی خوبصورت عکاسی کرتی ہیں. حکومت اور حزب اختلاف کے درمیان کشیدگی ایک سیاسی میچ کی صورتحال اختیار کر گئی ہے، جس میں ملک کے عدم استحکام کا شکار ہونے پر کسی کو کوئی تشویش نہیں بلکہ ایک پارٹی کی برطرفی دوسری پارٹی کے لیے خوشی کا باعث ہے اور وہ لڈو کا تھال لے کر پورے شہر میں بانٹنا شروع کر دیتے ہیں۔

حکومت کی برطرفی پر
سارے محلے میں
لڈو بانٹتے ہوئے
ان کا ہاتھ رک گیا
مجھے دیکھ کر
پھر پوچھنے لگے
"آپ کو بھی اچھا تو لگا ہو گا؟"(۱۰)

حکمرانوں کی تخریبی سیاست اور سیاسی ڈرامے بازی کا اظہار کرتی نظم "تازہ خبر" میں معزول حکمران خود کو درست ثابت کرنے کے لئے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں آصف فرخی بڑی استقامت سے ایسے حکمرانوں کی سیاسی چیرہ دستیوں اور منافقتوں کا پردہ چاک کرتے ہیں۔

معزولی کے بعد وہ
غیر معزول شدہ شہر کا پہلا دورہ کرتے ہوئے
لوگوں کے والہانہ استقبال کا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-16
ماخذ تحقیقی مجلہ

گرم جوشی سے جواب دیتی ہیں
اور جتا دیتی ہیں کہ مت بھولو
میں سولی پر چڑھ سکتی ہوں
لیکن سازشوں سے بلیک میل نہیں ہو سکتی[۱۱]

اس کے بعد اجلاس میں خطاب سے پہلے صدقے کے بکرے کو ہاتھ لگاتے ہوئے تصویریں بنوانا۔ لوگ تصویر بنواتے ہوئے مسکرا رہے ہیں لیکن بکرا پریشان ہے یہ خیال یہ بڑا معنی خیز ہے۔

اخباری تصویر میں
صرف بکرا ہی ہے جو ذرا نہیں مسکرا رہا[۱۲]

شہر کراچی میں آئے روز ہونے والے واقعات اور سانحات نے اس کی معاشرتی زندگی کو تہ و بالا کر دیا ہے خوف اور دہشت کی فضا لوگوں کے ذہنوں میں دھرنا دیئے بیٹھی ہے جہاں لوگوں کی سسکیاں اور آہیں گولیوں کی آواز میں دب جاتی ہیں۔ انسانی احساس کی بے بستگی ایسی ہے کہ ایسا سب ہونے پر کہا جاتا ہے کہ حالات معمول پر ہیں اس کا اظہار وہ اپنی نظم "قواعد کی رو سے" میں اس طرح کرتے ہیں۔

حالات کے معمول پر آنے کی نشانیاں
بار بار دہرائی جاتی ہیں
آج کراچی میں صرف
آٹھ گاڑیاں چھینی گئیں

سولہ ڈاکے پڑے
تین بینک لوٹے گئے
نامعلوم افراد نے
ایک ہی خاندان کے چار لوگوں کو
سوتے میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔[۱۳]

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-16
ماخذ تحقیقی مجلہ

آصف فرخی کی نظموں کے موضوعات سے محسوس ہوتا ہے کہ اس میں ایک ایسے انسان کا تجربہ ہے جس نے بھانت بھانت کے لوگوں کو دیکھا ہے، انہیں برتا ہے اور لوگوں کو متضاد کیفیات کی بہت سی سطحوں پر آزمایا ہے اور پھر تجربات زیست سے نتائج اخذ کر کے انہیں اپنی شاعری کا حصہ بنایا ہے۔وہ اس کے لیے علامتوں کا وسیلہ استعمال کرتے ہیں کیونکہ یہ علامتیں ان کے تخلیقی تجربے کے ادراک اور ترسیل کا مؤثر ذریعہ ہیں۔

آصف فرخی نے اپنی نظم "معزول حکمران برطرف شدہ مشیر کے حضور میں" ملکی صورتحال کو بیان کیا ہے، اس نظم میں لفظیات کی پیکر تراشی ، پیرایہ بیان ،اور اسلوب اظہار بڑا انوکھا ہے ،تلازمات سے بھی بڑی ہنرمندی سے کام لیا ہے۔چلتی ہوئی کشتی یا پھر جلتی ہوئی کشتی، داغ اجالے،عنابی پردے ،گھبراہٹ کے موتیوں کی تسبیح، آسمان کا پرانی نظم کے مصرعے کی طرح ہونا اور پھر نظم کی انوکھی کیفیت اس وقت نظر آتی ہے جب رام پور میں بے نظیر کا میلہ ہو،عذرا عباس کی نظموں کا ذکر ہو،''ہیملٹ اور سحر البیان'' کے کردار ہوں اور پھر یک لخت یہ موضوع آجائے۔

یا کوئی اور ذکر لے بیٹھے
مثلاً یہی کوئی جلتا ہوا موضوع
جلتا ہوا موضوع
ہائے کراچی وائے کراچی
بھاڑ میں جائے کراچی (۱۴)

سندھ کی سرزمین پر لکھی گئی نظم "کنگ لیئر ان لاڑکانہ" حکمرانوں کے اسکینڈل کا اظہار کرتی نظم "اسکینڈل"،کاروباری معاملات یا ٹریڈ سیکرٹ کے منافقانہ طرز عمل کو بیان کرتی ہوئی نظم "ہول سیل"، تاثر کے اعتبار سے جھنجھوڑ دیتی ہے۔"فیملی ساگا" میں بدعنوانی کے حیرت انگیز الزامات کا مقدمہ عدالت میں درج ہونا اور آصف فرخی کا عدالت کے فیصلوں کو زلف دراز کہنا یا پھر اس مصرعے کو درج کرنا

"کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک"(۱۵)

یہ نظم سیاسی ظلم واستبداد کو بیان کرتی ہے۔

اسی طرح آصف فرخی کی نظم '' یہ بھی ہم دیکھیں گے '' پاکستان کی صورتحال پر لکھی گئی ہے۔ نظم لکھتے ہوئے وہ مصرعوں کو پورے دور اور کڑے وقت پر پھیلا دیتا ہے جس سے پاکستانی عوام دوچار ہے۔ نظم میں استفہامیہ

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-16
ماخذ تحقیقی مجلہ

انداز میں پوچھا جاتا ہے "جب راج کرے گی خلق خدا" آخر کب؟ پوری نظم علامتی انداز میں ہے۔ اس میں آصف فرخی نے نہایت فنکارانہ انداز سے ایک مخصوص لفظ "لوڈ شیڈنگ" کو پورے عہد کا آئینہ دار بنادیا ہے۔ کیونکہ اندھیرا ملک کے آسمان پر مسلط ہو چکا ہے۔ "لوڈ شیڈنگ" استعارہ ہے کھوکھلے اور بے معنی دعوؤں اور نعروں کا، سامراجیت اور ظلم واستبداد کا جس سے پوری قوم دوچار ہے۔

جب کسی قوم کے افراد میں فکرو شعور کے سوتے خشک ہو جائیں۔ اخلاقی بحران اور خود غرضی کی تصویریں چلتی پھرتی نظر آئیں تو آصف فرخی جیسا حساس شاعر ان تجربات کو اپنی شعری واردات کا حصہ بناتا ہے اور "سورج کی ہجرت" جیسی نظم تخلیق کرتا ہے وہ ذکر تو شہر کراچی کا کرتا ہے مگر کرب پورے ملک کا ہے۔ آصف فرخی کی سماجی بصیرت ملکی انحطاط کے سارے مناظر دکھاتی ہے اس نظم کو پڑھتے ہوئے انتظار حسین کا ناول "آگے سمندر ہے" یاد آتا ہے یوں محسوس ہوتا ہے ناول سمٹ کر نظم کی شکل میں آگیا ہے۔

کراچی کے سورج کی طرح
میرے پیچھے صحرا ہے
میرے آگے سمندر
اور مجھے بھی
بس ڈوبنا آتا ہے (۱۶)

آصف فرخی نے اپنے تخلیقی سفر میں اپنے عہد کے درد کی صلیب اٹھائی ہے۔ ان کا پیرایہ اظہار بالعموم رمزیہ اور علامتی ہے مگر مانوس لہجہ ہے۔ انہوں نے اپنی بیشتر نظموں میں واقعات کو بصورت کہانی بیان کیا ہے۔ مثلاً ویجیٹیرین، قومی ایمر جنسی اور ایلین وغیرہ۔ ان کا اظہارِ بیان سادہ اور غیر مرصع ہے مگر معنی کا نظام تمثیلی اور استعاراتی ہے۔

ڈاکٹر آصف فرخی دنیائے ادب میں چنیدہ شخصیات میں سے تھے۔ ان کی بے وقت موت اردو زبان و ادب کا نا قابلِ تلافی نقصان ہے۔

انہوں نے اپنی زندگی میں ایک ہی شعری مجموعہ لکھا ہے۔ ادبی حلقوں میں بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ وہ نظم گو شاعر بھی تھے۔

حسن منظر ان کے اس مجموعے کے حوالے سے کہتے ہیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-16

"نثری نظم "اس وقت تو یوں لگتا ہے" پر ان کے کام کو رک نہیں جانا چاہیئے تھا۔[۱۷]

اس میں کچھ شک نہیں کہ آصف فرخی کی نظمیں مخصوص پس منظر کے تحت معرضِ تخلیق میں آئی ہیں۔ ان کی نظمیں دائمی سچائیوں کے خوبصورت استعارے ہیں۔ "احتساب "، " یہاں تک "اور "آئندہ نہ دیکھوں "سماجی ناانصافیوں اور معاشرتی خرابیوں کا کھلم کھلا اظہار ہیں۔ آصف فرخی کے ہاں مخصوص عصری صورتحال کی عکاسی ہے مگر اس میں آفاقیت ہے خیالات میں فطری بہاؤ ہے لیکن کہیں کہیں محسوس ہوتا ہے کہ مصرعوں میں منطقی تسلسل کی کمی ہے مگر جذبے کی شدت کے ساتھ معنویت کی گہرائی نے اسے پر تاثر بنادیا ہے اور یہی نثری نظم کا خاصا ہے۔ میرے خیال میں آصف فرخی کی نظمیں اپنے عصر کی آواز ہیں جس میں انہوں نے پختہ وناپختہ حل شدہ اور لا ینحل مسائل قاری کے سامنے رکھے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ان کا شعری مجموعہ جب سامنے آئے گا اور آصف فرخی کو جدید نظم گو شعراء کے درمیان رکھا جائے گا تو یہ اپنی مخصوص فکر اور طرزِ بیان سے انفرادیت کے حامل ہوں گے۔

حوالہ جات

۱- محمد فخر الحق نوری، نثری نظم اور اس کی تکنیک، مشمولہ، "نثری نظم (اصول حمایت اختلاف اور روایت) مرتبہ اویس سجاد (لاہور، فکشن ہاوس پبلشرز، ۲۰۲۰ء) ص 47

۲- محمد عارف خاں، ڈاکٹر، "اردو میں نثری نظم کا آغاز وارتقا"، (لکھنو، نظامی آفسیٹ پریس، ۲۰۱۳ء) ص ۴۷

۳- مخدوم منور، "نثری نظم کی حمایت میں "(حیدر آباد، ادبی معیار پبلیکیشنز، ۱۹۷۹ء) ص ۹۷

۴- حسن منظر، تحریر بذریعہ خط (کراچی، ۲۷ نومبر ۲۰۱۴ء)

۵- آصف فرخی، ڈاکٹر، "اس وقت تو یوں لگتا ہے "(کراچی، فضلی سنز لمیٹڈ، ۱۹۹۸ء) ص ۳۳

۶- ایضاً، ص ۳۴

۷- ایضاً، ص ۱۳

۸- ایضاً، ص ۱۴

۹- ایضاً، ص ۲۹

۱۰- ایضاً، ص ۴۱

۱۱- ایضاً، ص ۴۳

۱۲- ایضاً

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-16
ماخذ تحقیقی مجلّہ

۱۳- ایضاً، ص ۵۲

۱۴- ایضاً، ص ۹

۱۵- ایضاً، ص ۱۲۵

۱۶- ایضاً، ص ۱۴۰

۱۷- حسن منظر، تحریر بذریعہ خط (کراچی، ۲۷ نومبر ۲۰۱۴ء)